خطبہ نمبر 45

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطباتِ جمعہ

عنوان: 26 جنوری، یوم جمہوریت (آئین ہند) اور مسلمان

از: مولانا بلال احمد نظامی

مجلسِ ادارت

☪ مولانا نثار احمد مصباحی ☪ مولانا محمد شاہد علی مصباحی

☪ محمد زبیر قادری

مجلسِ مشاورت

☪ مولانا محمد اکبر علی برکاتی ☪ مفتی خالد ایوب مصباحی شیرانی

☪ مولانا توصیف رضا سنبھلی ☪ مولانا غلام مصطفیٰ نعیمی

☪ مولانا طارق انور مصباحی کیرالا ☪ مفتی فیضان سرور مصباحی

☪ مولانا زاہد علی مرکزی ☪ مولانا بلال احمد نظامی

پیش کش: روشن مستقبل، دھلی

https://t.me/nabwilibrary

NABWI LIBRARY
اسلامي كتب
قرآن و تفاسير
شروحات درس نظامي
فقه و أصول فقه
حديث و أصول حديث
تاريخ و سيرت
عصر حاضر و سياسيات
مختلف موضوعات
24/7 SUPPORT
Quraan / Tafseer
Hadees / Usool-e-Hadees
Fiqh / Usool-e-Fiqh
Seerat / Tareekh
Morden Education
Engilsh / Hindi &
Other Languges Book
NABWI LIBRARY
TO GET ISLAMIC BOOKS JOIN US ON TELEGRAM @NABWILIBRARY
المكتبة النبوية
المكتبة النبوية
NABWI LIBRARY
Authentic collection of Islamic literature's E-Books in multiple languages
المکتبۃ النبویہ میں آپ کا خیر مقدم ہے
Welcome to Nabwi Library
آپکی دعاؤں کا طلبگار احقر العباد مشکور نعیمی
مفت کتابیں حاصل کرنے کے لئے نیچے دیئے گئے لنک پر کلک کریں
+91-9761897028-+966-537628162
https://t.me/nabwilibrary
SCAN ME

بتاریخ:۲۸؍جمادی الاوّل ۱۴۴۱ھ/ 24،جنوری 2020ء

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

امابعد: فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اِنَّ اللہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا

درود شریف پڑھیں!۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ ﷺ

ہر نفس پر گیت آزادی کے گا سکتا ہوں میں
موت کیا ہے موت سے آنکھیں لڑا سکتا ہوں میں
میرا نغمہ جوشِ پیہم میرا نعرہ انقلاب
نیند کے ماتوں کو غفلت سے جگا سکتا ہوں میں
زندہ باد اے جذبۂ حبِّ رسالت زندہ باد
دار پر چڑھ کر بھی یہ نعرہ لگا سکتا ہوں میں
میرے مشرب میں غلامانہ خموشی ہے گناہ
مرتے مرتے بھی وطن کے گیت گا سکتا ہوں میں

(مجموعۂ کلام حضور مجاہد دوراں علامہ مظفر میاں علیہ الرحمہ)

محترم حضرات! آج میرا موضوعِ سخن ''یوم جمہوریت، آئین ہند اور مسلمان'' ہے۔ ہمارا ملک 15 اگست 1947ء کو آزاد ہوا، اور 26 جنوری 1950ء کو ملک کے آئین (constitution) کو لاگو کیا گیا۔ جس کے ساتھ ہی ہندوستان ایک خود مختار جمہوری ملک میں تبدیل ہوگیا۔ جس کا خواب جدوجہدِ آزادی کے عظیم رہنماؤں

https://t.me/nabwilibrary

نے دیکھا تھا۔ ہمارے آئین (Constitution) کے مطابق ذات، پات، مذہب وملت، علاقہ، رنگ ونسل سے قطع نظر ہندوستان کے تمام لوگوں کو یکساں حقوق حاصل ہیں۔

جمہوریت کے قیام کے لیے لوگوں میں خود اعتمادی اور قانون پسندی ضروری ہیں۔ ہر ہندوستانی کو آئین (Constitution) کی معلومات ہونا ضروری ہے، تاکہ اسے اپنے حقوق اور دوسروں کے حقوق سے آگاہی کے ساتھ اپنے فرائض کا بھی علم ہو۔ لیکن جیسے دیگر معاملات ہماری عدم دل چسپی اور بے توجہی کا شکار ہو چکے ہیں ایسے ہی آئین کی واقفیت کے تعلق سے بھی ہمارے یہاں کوئی دل چسپی اور ذوق وشوق نہیں پایا جاتا۔ اسی لیے آج کے اس دورِ پُرفتن میں دن کے اُجالے میں بھی دستورِ ہند پر ڈاکہ ڈالا جارہا ہے، اور اسے تبدیل کرنے کی سازشیں رچی جارہی ہیں۔ اسی لیے ضروری ہوجاتا ہے کہ یوم جمہوریہ کے موقع پر ہم آئین ہند کے تعلق سے گفتگو کریں۔

26 رجنوری کو پورے ملک کے اسکول، مدارس اور دیگر مقامات پر یوم جمہوریت کی تقریبات کا انعقاد کرتے ہیں، تاکہ ہماری نسلیں اس آئین سے واقف ہوں اور اس کی حفاظت کریں، جسے بڑی محنت اور مشقت کے ساتھ ہندوستانیوں کے لیے تشکیل دیا گیا ہے۔

ہندوستان اور مسلمان:

مسلمانوں کے ہندوستان سے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے دور سے تجارتی تعلقات رہے ہیں۔ بعد کے ادوار میں مسلمان سلاطین اور صوفیاے کرام کی کثرت کے ساتھ ہندوستان میں آمد ہوئی ہیں۔ حضرت خواجہ غریب نواز، داتا گنج بخش لاہوری، حضرت بدیع الدین زندہ شاہ مدار وغیرہ، رحمہم اللہ۔ پھر ایک طویل عرصہ تک بھارت میں اسلامی سلطنت رہی۔ ایسی بادشاہت جس میں تمام مذاہب اور اقوام کے حقوق کا خیال رکھتے ہوئے انھیں مذہبی اور سماجی آزادی دی گئی۔ مغلیہ سلطنت کے آخری بادشاہ بہادر شاہ ظفر پر مغلیہ حکومت کا خاتمہ کر کے اس ملک پر انگریز مکمل طور پر قابض ہوگئے۔ انگریزوں نے اس ملک کے باشندوں پر عرصۂ حیات تنگ کر کے رکھ دیا تھا۔ اس ملک سے انگریزوں کو بھگانے کے لیے دیگر قوموں کے ساتھ مسلمانوں نے بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ 1857ء کی جنگ آزادی میں مسلمانوں نے خاص کر علماے دین نے بھرپور انداز میں انگریزوں کے خلاف جہاد کیا، اس کے بعد انگریزوں نے چُن چُن کر علماے کرام کو تختۂ دار پر چڑھایا، لیکن نہ تو مسلمان اور نہ علما کا جذبہ سرد ہوا

https://t.me/nabwilibrary

اور نہ انھوں نے جنگ آزادی کی تحریک کو موقوف کیا، بل کہ اس ظلم وستم کے بعد مزید تیزی لے آئے اور یہ کہتے ہوئے اپنی کوششوں کو جاری رکھا۔

ہر نفس پر گیت آزادی کے گا سکتا ہوں میں
موت کیا ہے موت سے آنکھیں لڑا سکتا ہوں میں
میرے مشرب میں غلامانہ خموشی ہے گناہ
مرتے مرتے بھی وطن کے گیت گا سکتا ہوں میں

مسلسل علمائے کرام، مسلمانانِ وطن اور دیگر ہم وطن حضرات تن، من، دھن کی بازی لگا کر ملک کو انگریزوں کے پنجۂ جبر واستبداد سے آزادی دلانے کی تحریک میں شامل رہے، آخر ایک دن سب کی قربانیاں رنگ لائیں اور 15 اگست 1947 کو بھارت انگریزوں سے آزاد ہو گیا۔

بھارت کی دستور سازی میں مسلمانوں کا حصہ:

آزادی کے بعد سب سے اہم مسئلہ آئینِ ہند کی تشکیل وتنظیم تھی۔ اس مسئلے کو حل کرنے کے لیے آزادی کے پندرہ دن بعد 29 اگست 1947 کو طے کیا گیا کہ آزاد ہندوستان کا اپنا آئین بنایا جائے، جس میں اس ملک کے تمام باشندوں کے حقوق کا تحفظ بھی ہو اور ان کی خوش حال اور پُر امن زندگی کی ضمانت بھی۔ اس مقصد کے لیے دستور ساز اسمبلی نے سات افراد پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل دی، جس میں سید محمد سعد اللہ بھی تھے اور صدر ڈاکٹر بھیم راؤ امبیڈکر تھے۔ ڈاکٹر امبیڈکر نے آئینِ ہند کا ڈرافٹ (مسودہ) 4 مئی 1948 کو دستور ساز اسمبلی کے سامنے غور کرنے کے لیے پیش کیا۔ جس پر بھر پور انداز میں بحثیں ہوئیں، آئینی مسودہ کے تمام پہلوؤں کا جائزہ لیا گیا۔ کُل ملا کر یہ ہے کہ تقریباً 3 سال کے عرصے کی مسلسل محنت کے بعد ملک کا آئین تیار ہوا، جسے ملک کی پارلیمنٹ نے منظور کر کے نافذ کر دیا، اس آئین کی رو سے ہمارا ملک ''جمہوریہ ہند'' کہلایا۔

بھارت کے آئین/دستور میں:

395 دفعات (Articles)

22 ابواب (Chapters)

https://t.me/nabwilibrary

12 ضمیمے (Schedule) اور 2 تتمے (Appendix) شامل ہیں۔

ابھی تک دستورِ ہند تقریباً 104 مرتبہ ترمیم اور جزوی تبدیلی کے مرحلے سے گزر چکا ہے۔

"ہندوستان کے دستور کی تشکیل کے لیے 1946ء میں بالواسطہ طور سے ارکانِ دستور ساز اسمبلی کا انتخاب صوبائی کونسلوں کے ارکان کے ذریعے عمل میں آیا۔ اس کا خاص کام نئے ہندوستان کے لیے ایک نیا دستور مرتب کرنا تھا، جو ہندوستانی عوام کی خواہشات اور اُمنگوں کے مطابق ہو"۔ (حسرت موہانی اور انقلاب آزادی)

"دستور ساز اسمبلی میں تقریبا35 مسلمان اور علمائے کرام شامل تھے، جنھوں نے آئینِ ہند کی ترتیب، تشکیل اور تنظیم میں اہم رول ادا کیا ہے" (مضمون: قانون ساز مجلس اور مسلم ممبران) جس طرح ملک کو انگریزوں کے ظلم وستم اور غلامی سے آزادی دلانے کے لیے علمائے کرام اور مسلمانوں نے اہم کردار ادا کیا ہے، اسی طرح اس ملک کو امن و محبت کا گہوارہ بنانے اور جمہوری اقدار پر تعمیر کرنے میں اہم کوششیں بھی کی ہیں۔ اگر دستور سازی کے موقع پر دور اندیشی سے کام نہ لیا گیا ہوتا اور ملک کو جمہوری انداز میں تشکیل پانے پر زور نہ دیا جاتا تو اس ملک کا امن وسکون غارت ہو جاتا اور نہ صرف مسلمانوں بل کہ دیگر برادرانِ وطن کو بھی مذہبی تنگ نظری وتعصب پسندی کا نشانہ بننا پڑتا اور حقوق واختیار سے محروم ہو کر مجبور ولاچار کی طرح رہنا پڑتا، لیکن ان لوگوں کی قربانیوں اور ملت کے لیے ان کی بے لوث فکر مندیوں کا نتیجہ ہے کہ آج ہمارا ملک ایک جمہوری ملک کہلاتا ہے، جہاں ہر مذہب والا اپنی مذہبی آزادی کے ساتھ رہ رہا ہے۔ ظلم وستم کے خلاف، ناانصافیوں کے خلاف، آئینی اختیارات کے خلاف ہونے والے فیصلوں پر صدائے احتجاج بلند کرنے کا حق بھی حاصل ہے، اس ملک کی تعمیر وترقی، اس کی سالمیت، امن ومحبت، تہذیب و ثقافت کے تحفظ کے لیے تگ ودو کرنے کا اختیار حاصل ہے۔

جن لوگوں نے دستور ساز اسمبلی میں مسلمانوں کی طرف سے ترجمانی کی اور بھرپور انداز میں ملک کو جمہوری بنانے اور مسلمانوں کے حقوق وتحفظ کے لیے اہم کردار ادا کیا۔ انھیں میں سے ایک نام مولانا حسرت موہانی کا بھی ہے۔ جو دستور ساز اسمبلی کے ایک اہم رکن تھے اور جنھوں نے دستور سازی میں قابلِ قدر کوششیں کی ہیں، اور بڑھ چڑھ کر مناسب ومفید دفعات کے لیے برابر اسمبلی کی بحثوں میں حصہ لیتے رہے۔ مولانا حسرت موہانی نے دستور ساز اسمبلی میں عائلی قوانین جو مسلمانوں کے تعلق سے تھے، ان کے تحفظ کے لیے بھی مؤثر انداز میں اظہار کیا۔ چناں چہ انھوں نے دستور سازی کے موقع پر تمام مذاہب کے پرسنل لا اور بالخصوص مسلمانوں کے پرسنل لا میں مداخلت کے

https://t.me/nabwilibrary

سلسلے میں کہا تھا کہ: "میں یہ بتا دینا چاہا ہوں گا کہ کسی سیاسی پارٹی یا فرقہ پرست پارٹی کو کسی بھی گروپ کے پرسنل لا میں کسی قسم کی مداخلت کا اختیار نہیں ہے۔ یہ خصوصاً مسلمانوں کی نسبت کہتا ہوں کہ ان کے پرسنل لا کے تین بنیادی اُصول ہیں جو مذہب، زبان اور کلچر ہیں۔ جن کو انسانوں نے نہیں بنایا ہے۔ ان کا پرسنل لا طلاق، شادی اور وراثت کا قانون قرآنِ حکیم سے لیا گیا ہے اور اس کا ترجمہ اس میں درج ہے۔ اگر کوئی یہ سمجھے کہ وہ مسلمانوں کے پرسنل لا میں مداخلت کر سکتے ہیں تو میں کہوں گا اس کا انجام بے حد نقصان دہ ہوگا۔ میں اس ایوان میں آواز لگا کر کہہ رہا ہوں کہ وہ مصیبت میں پھنس جائے گا، مسلمان کسی صورت میں اپنے پرسنل لا میں مداخلت برداشت نہیں کریں گے اور اگر کسی کو ایسا کہنے کی ہمت ہو تو اعلان کرے۔۔۔۔ درمیان میں کچھ ارکان نے تقریر کے دوران مداخلت کرنے کی کوشش کی، جس پر مولانا حسرت موہانی نے علی الاعلان اظہار کیا کہ: ان کو قائل رہنا چاہیے کہ میں اس ایوان کے فلور پر اعلان کرتا ہوں کہ مسلمانانِ ہند کبھی بھی اپنے پرسنل لا میں مداخلت برداشت نہیں کریں گے، اور ان کو مسلمانوں کے عزائم کی آہنی دیوار کا روزانہ مقابلہ کرنا پڑے گا۔" (حسرت موہانی اور انقلابِ آزادی: ص ۵۲۱)

اس کے علاوہ بھی حضرت مولانا حسرت موہانی نے مختلف دفعات کے تعلق سے ترمیمات پیش کر کے بحث کی ہے۔ لیکن اکثریت کی مخالف آرا کی بنا پر آپ کی تجاویز کو مسترد کر دیا گیا۔ آئین کی تمہید (تعارف) میں "سیکولر اور سوشلسٹ" لفظ داخل کرنے کے لیے آپ نے دستور ساز اسمبلی کے سامنے بہت سے دلائل رکھے اور ان کو قائل کرنے کی کوشش کی، لیکن آپ کی بات کو خلافِ ضابطہ بتا کر مسترد کر دیا گیا، لیکن 25 سال بعد تقریباً 1975ء میں آئین ہند کی تمہید میں لفظ "سوشلسٹ" اور لفظ "سیکولر" کا اضافہ کیا گیا۔ ڈاکٹر نفیس احمد صدیقی دستور ساز اسمبلی میں مولانا حسرت موہانی کی بحثوں کے تعلق سے لکھتے ہیں: "مولانا کی بعض ترمیمات بہت فکر انگیز اور نکتہ رس تھیں، جن کا اس وقت نہ سہی کچھ سالوں بعد اضافہ تو کیا گیا لیکن مولانا موصوف کا اعتراف نہیں کیا گیا۔" (حسرت موہانی اور انقلاب آزادی، ص468-469)۔

(حضرت مولانا حسرت موہانی کے یہ تمام مباحث اور ترمیمات جو آپ نے اسمبلی میں پیش کیں، انھیں ڈاکٹر نفیس احمد صدیقی نے اپنی کتاب "حسرت موہانی اور انقلاب آزادی" کے صفحہ 444 سے تقریباً 500 صفحہ تک تحریر کیا ہے۔ باذوق حضرات مطالعہ کر سکتے ہیں)

مولانا حسرت موہانی کے علاوہ دیگر مسلم ممبران نے بھی دستور سازی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ اور اس طرح بھارت کے آئین یعنی دستور میں بھی مسلمانوں کی محنت اور جدوجہد شامل ہے۔ کسی نے خوب ہی کہا ہے کہ

https://t.me/nabwilibrary

"مسلمانوں کے بغیر تاریخ ہند ادھوری ہے"۔

آئین ہند کی خصوصیت:

ہندوستان کا آئین دنیا کے تمام دستوروں میں سب سے زیادہ ضخیم ہے۔اس میں دنیا کے بہت سے ملکوں کے دستور سے اہم نکات لیے گئے ہیں۔اس کے بنیادی حقوق میں مساوات اور برابری کو بھی شامل کیا گیا ہے۔اور یہ بات یقینی ہے کہ مساوات اور برابری کے تصور کو لیے بغیر جمہوری بنیاد کی عمارت کھڑی نہیں ہوسکتی۔مساوات کا مطلب یہ ہے کہ ملک کے تمام شہری حکومت کی نظر میں برابر ہیں،ان میں کسی طرح کی کوئی تفریق نہیں کی جاسکتی، ہر شخص کو آزادی کے ساتھ زندگی گزارنے کا پورا پورا حق حاصل ہے،اس لیے آزادی اور مساوات ایک دوسرے سے ملتے جلتے بنیادی دورکن ہیں۔ہندوستان اپنی گوناگوں خصوصیات اور رنگ برنگی تنوعات کی وجہ سے دنیا میں ایک امتیازی مقام رکھتا ہے۔یہاں مختلف مذاہب کے ماننے والے صدیوں سے رہتے چلے آئے ہیں۔ہندوستان جس قدر اپنے رقبے کے اعتبار سے وسیع ہے،اسی طرح اپنی تہذیب وثقافت اور تمدن کے لحاظ سے بھی وسیع ہے۔وسیع و عریض اور کثیر آبادی والے ملک میں، ہر سو کلومیٹر پر زبان بدل جاتی ہے، رہنے سہنے کے طریقے جدا ہوتے ہیں پھر بھی ہندوستان کا آئین سب کا لحاظ کرتے ہوئے سب کو آزادی سب کو مساوات، سب کو برابری کا درجہ دیتا ہے۔ اس بات کی یقین دہانی کرواتا ہے کہ مذہب یا کسی اور سبب سے کسی بھی ہندوستانی کے ساتھ کوئی بھید بھاؤ یا تعصب نہیں کیا جائے گا۔آئین ہند کی تمہید میں عزم دلایا گیا ہے کہ ملک کو سیکولر رکھ کر تمام شہریوں کے سماجی، سیاسی، مذہبی حقوق اور مساوات کی حفاظت کی جائے گی نیز تمام حقوق کے حفاظت کی یقین دہانی بھی کرائی گئی ہے۔

بنیادی حقوق:

دستورِ ہند میں بنیادی حقوق کو خصوصیت سے بیان کیا گیا ہے اور تمام شہریوں کو یہ یقین دہانی کروائی گئی ہے کہ ان کے حق پر کسی کو بھی ڈاکہ ڈالنے کی اجازت نہیں ہوگی۔لیکن کچھ سالوں سے مذہب کی بنیاد پر ذات کی بنیاد پر دستور میں دیے گئے حقوق پر فسطائی طاقتیں ڈاکہ ڈالنے کی مذموم کوششیں کر رہی ہیں، اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ہم نے نہ تو اپنے حقوق جانے اور نہ مکمل اس کے نفاذ کے لیے تحریکیں چلائیں۔

آئینِ ہند کے حصہ سوم میں مذکور بنیادی حقوق تمام ہندوستانیوں کو ضمانت فراہم کرتے ہیں، اسی طرح

https://t.me/nabwilibrary

ریاست کو فرد کی ذاتی آزادی میں خلل انداز ہونے سے باز رکھتا، نیز شہریوں کے حقوق کے تحفظ کی ذمے داری بھی ریاست پر عائد کرتا ہے۔ آئین میں اصلاً سات بنیادی حقوق فراہم کیے گئے تھے: مساوات کا حق، آزادی کا حق، غصب کے خلاف حق، مذہب، ثقافت اور تعلیم کی آزادی کا حق، جائداد کا حق اور آئینی چارہ جوئی کا حق۔ تاہم جائداد کے حق کو سنہ 1978ء میں 44ویں ترمیم کے ذریعہ آئین کے تیسرے حصے سے ہٹا دیا گیا۔ (ویکی پیڈیا)

شہری حقوق (Civil Rights):

لغوی معنوں کے اعتبار سے تو کسی بھی شخص کو شہریت رکھنے کی بنیاد پر حاصل ہونے والے حقوق کو کہا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ اس اصطلاح کی تعریف یوں بھی کی جاتی ہے کہ شہری حقوق سے مراد کسی بھی جگہ بسنے والے شہریوں کو حاصل ان حقوق سے ہوتی ہے کہ جن کے ذریعے سے ان کو حکومت یا ریاستی طاقت کی جانب سے کسی بھی حق تلفی، زیادتی و ظلم سے پناہ حاصل ہوتی ہو، مزید یہ کہ شہری حقوق نا صرف افراد کو حق تلفی و زیادتی سے بچانے کا سبب ہوتے ہیں بلکہ ان کے وسیلے سے معاشرے کے افراد کو شہری و سیاسی زندگی میں کردار ادا کرنے کی قانونی آزادی اور ایسا کرنے کی اہلیت کے لیے درکار اسباب بھی مہیا کیا جانا لازم قرار دیے جاتے ہیں۔

اسے آسان لفظوں میں یوں کہہ سکتے ہیں کہ شہری حقوق سے مراد وہ قوانین ہوتے ہیں جن کے سبب سماج کے افراد کو وہ تمام سہولیات اور آسانیاں مہیا کرنا لازم قرار پاتا ہے جو سماج کے افراد کی فلاح و بہبود، اور سیاسی زندگی میں بھرپور اور آزادانہ کردار ادا کرنے کے قابل بنانے کے لیے ضروری ہوں۔ اس تعریف کے مطابق ان حقوق میں زندگی کی تمام بنیادی ذہنی و جسمانی سہولیات شامل ہو جاتی ہیں۔

آئین ہند کے حصہ سوم دفعہ 14-15 کے حقوق:

حکومت کسی شخص کو بھارت کے کسی بھی علاقے میں قانون کی نظر میں مساوات یا قوانین کے مساویانہ تحفظ سے محروم نہیں کرے گی۔

مذہب، ذات، نسل، مقام پیدائش کے سبب یا ان میں سے کسی سبب کی بنا پر کسی شہری کے ساتھ امتیازی برتاؤ یعنی بھید بھاؤ نہیں کیا جائے گا۔

کسی بھی شہری کو مذہب، ذات، نسل یا رنگ کے سبب تفریح گاہوں، ریستوران یا کسی گورنمنٹ اسکیم سے نہیں روکا جا سکتا ہے۔ (ملخصا آئین ہند۔ اردو ص 44)

https://t.me/nabwilibrary

محترم حضرات! آپ غور کیجیے ہمارے دستور (Constitution) نے ہمیں برابری کا حق دیا ہے اور صاف صریح لفظوں میں واضح کیا ہے کہ ہر ہندوستانی کو برابری کے حقوق حاصل ہیں۔ کسی کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ محض ذات، نسل یا مذہب کی بنیاد پر کسی میں تفریق کریں یا بھید بھاؤ کریں۔

حالاں کہ موجودہ حکومت دستور (Constitution) کی دفعہ (Article) 14-15 کے خلاف ورزی کر کے ایک نیا قانون لا چکی ہے، جس پر آج پورا ملک سراپا احتجاج ہے۔ ہم اندازہ کر سکتے ہیں کہ دستورِ ہند (Constitution of India) کے خلاف کیسا سازشی کھیل کھیلا جا رہا ہے۔

حق آزادی:

دستورِ ہند (Constitution of India) دفعہ (Article) 19 کے تحت اپنے شہریوں کو درج ذیل آزادی کے حقوق مہیا کرتا ہے۔

1۔ اظہارِ رائے کی آزادی

2۔ بغیر ہتھیار کے اجتماع یا کسی پر امن تقریب کی آزادی اور اس میں پر امن طریقے سے اپنی بات رکھنے کی آزادی

3۔ یونین، تنظیم، تحریک قائم کرنے کی آزادی

4- بھارت کے کسی بھی حصے میں سفر کی آزادی

5- بھارت کے کسی بھی خطے میں رہنے بسنے کی آزادی

6۔ پیشہ، کاروبار اور تجارت کی آزادی (ایضا47)

یہ تمام آزادیاں دفعہ 19 میں مذکور ہیں اور کچھ مناسب پابندیوں کے تابع ہیں، جنہیں ریاست کی جانب سے ان پر نافذ کیا جا سکتا ہے۔ آزادی کی جس قسم کو محدود کرنا مقصود ہو، اس کے مطابق پابندیوں کو نافذ کرنے کی بنیادیں مختلف ہوتی ہیں، ان میں قومی سلامتی، عوامی نظم و نسق، شرافت اور اخلاقیات، توہین عدالت، جرائم پر اُکسانا اور بدنامی شامل ہیں۔

دفعہ 19 میں مذکور آزادیوں کی ضمانت کو دفعہ 20 تا 22 کے ذریعے بھی محفوظ رکھنے کی کوشش کی گئی ہے۔

مذہبی آزادی:

ہندوستان کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ یہاں بہت سارے مذاہب کے ماننے والے رہتے ہیں، ایسے میں اگر

https://t.me/nabwilibrary

کسی ایک مذہب کوفوقیت دی جاتی تو ملک کا امن وامان غارت ہوتا،اس لیے ہمارے آئین (Constitution of India) نے تمام مذاہب کے ساتھ یکساں برتاؤ کیا ہے۔اسی لیے بھارت ایک غیر مذہبی یعنی سیکولر ملک کہلایا ہے۔ جس کے نزدیک تمام مذاہب کے ماننے والے برابر ہیں۔

دستورِ ہند کے حصہ سوم دفعہ 25 میں تمام ہندوستانیوں کو مذہبی آزادی دی گئی ہے۔

ہر ہندوستانی اس بات میں خودمختار ہے کہ وہ اپنی مرضی کے مذہب کو قبول کرے اور اس پر عمل کرنے، اس کی تبلیغ کرنے اور اس سے متعلق معاملات کی انجام دہی میں سب کو برابر کا حق حاصل ہیں،

دفعہ 26 کے تحت مذہبی ادارے کے قیام اور ان میں مذہبی تعلیم کی آزادی ہے۔

آئین کے دفعہ 27 کے تحت مذہبی معاملات میں تصرف کی جانے والی رقم سے ٹیکس کا مطالبہ نہیں کیا جائے گا۔

دفعہ 28 کے تحت مذکور ہے کہ ایسا تعلیمی ادارہ جو مکمل طور پر حکومتی فنڈ سے چلایا جاتا ہے، اس میں کسی بھی مذہب کی یا مذہبی کتاب کی تعلیم نہیں دی جاسکتی، البتہ کسی ٹرسٹ نے کسی ادارے کا قیام مذہبی تعلیم کے لیے رکھا ہو اور اس کو حکومتی فنڈ سے بھی امداد کی جاتی ہو، ایسا ادارہ اس دفعہ 28 سے مستثنیٰ اور الگ ہے۔(ملخصا آئین ہند اردو۔ص 52-53)

مذکورہ آئین کی دفعات کے تحت ہمیں مذہبی آزادی ہے، ہم امن وامان کے ساتھ مکمل طور پر اپنے مذہب پہ قائم رہ کر مذہبی اُمور کو انجام دے سکتے ہیں۔دوسری اہم بات یہ ہے کہ آئین کے مطابق بھارت کی حکومت کا کوئی سرکاری مذہب نہیں بل کہ یہ ایک سیکولر یعنی لادینی ملک ہے، اس لیے مکمل سرکاری تعلیمی اداروں میں کسی بھی مذہب کی تعلیم نہیں دی جاسکتی اور نہ کسی مذہبی کتاب کو شاملِ نصاب کیا جاسکتا ہے۔

ثقافتی اور تعلیمی حقوق:

ہندوستان میں جداگانہ تہذیبیں، کلچر، بولیاں اور لباس ہیں یعنی ہر تھوڑی دور پر بولیاں تبدیل ہوجاتی ہیں، پہناوا تبدیل ہوجاتا ہے۔یوں کہہ لیں کہ ہر چیز میں تنوع اور تغیر پایا جاتا ہے۔ایسے میں ضروری تھا کہ دستور ساز افراد ایسے قوانین متعارف کروائیں جن کے ذریعے مختلف بولی، مذہب، لباس، تعلیم، کلچر رکھنے والوں کے درمیان رواداری اور اتحاد کو فروغ ملے اور سب ایک بن کر رہیں۔اس ضرورت کو آئین ہند کے حصہ سوم دفعہ 29-30 میں

https://t.me/nabwilibrary

شامل کر کے وطن عزیز بھارت کو تمام ممالک میں ایک امتیازی مقام عطا کر دیا گیا۔

دفعہ 29 میں اس بات کی وضاحت کی گئی ہے کہ بھارت کے کسی بھی حصے میں رہنے والے بھارتی کو جس کی اپنی الگ زبان، ثقافت اور رسم الخط ہو اسے اپنی زبان رسم الخط اور ثقافت کو محفوظ رکھنے کا حق ہے۔

☆ ایسا تعلیمی ادارہ جسے حکومت چلاتی ہو یا فنڈنگ کرتی ہو، اس ادارے میں محض مذہب، نسل، یا ذات کی بنیاد پر داخلے سے نہیں روکا جا سکتا ہے۔

دفعہ 30 میں ہے کہ تمام اقلیتوں کو خواہ مذہب کی بنا پر ہو یا ذات کی بنا پر اپنی پسند کے ادارے قائم کرنے نیز ان کا انتظام کرنے کا حق ہوگا۔

حکومت ذات یا مذہب کی بنا پر کسی ادارے میں امداد عطا کرنے پر بھید بھاؤ نہیں کرے گی بل کہ بلا تفریق امداد کرے گی۔ (ایضا: ص 54-55)

مذکورہ دفعات ہر ہندوستانی کے بنیادی حقوق ہیں، جن کے تلف کیے جانے پر وہ عدلیہ سے رجوع کر سکتا ہے۔

دستورِ ہند میں بنیادی حقوق کے ساتھ بنیادی فرائض بھی درج کیے گئے ہیں تا کہ توازن برقرار رہے۔

ہندوستان ایک آزاد مملکت ہے، یہاں مکمل طور پر آزادی ہے، لیکن اس آزادی کا یہ مطلب نہیں کہ یہاں اپنی مرضی چلاتے رہیں اور جو چاہیں کریں، بل کہ آئین نے ہمیں جو آزادی دی ہے اس کے ساتھ کچھ فرائض اور ذمے داریاں بھی سب پر لاگو کی ہیں۔

بنیادی فرائض:

آئین ہند کے حصہ چار دفعہ 51 کے تحت درج ذیل بنیادی فرائض ہیں جن کا ہر بھارتی کو خیال رکھنا لازم ہے۔

1- آئین پر کاربند رہے، نصب العین، ادارے، قومی پرچم اور قومی ترانے کا احترام کرے۔

2- ان اعلیٰ نصب العین کو عزیز رکھیں جو قومی آزادی میں رہنمائی کرتے رہے ہیں۔

3- بھارت کے اقتدار اعلیٰ، اتحاد اور سالمیت کو مضبوط بنیادوں پر اُستوار کر کے ان کا تحفظ کریں۔

4- ملک کی حفاظت کریں اور جب ضرورت پڑے قومی خدمت انجام دیں۔

5- مذہبی، لسانی اور علاقائی وطبقاتی تفریقات سے قطع نظر بھارت کے عوام الناس کے مابین یکجہتی اور بھائی

https://t.me/nabwilibrary

چارے کے جذبے کو فروغ دے، نیز ایسی حرکات سے باز رہیں جس سے خواتین کے وقار کو ٹھیس پہنچتی ہو۔

6-ملک کی ملی جُلی ثقافت (کلچر) کی قدر کریں اور اُسے برقرار رکھیں۔

7-قدرتی ماحول کو جس میں جنگلات، جھیلیں، دریا اور جنگلی جانور شامل ہیں، محفوظ رکھیں نیز بہتر بنائیں اور جانداروں کے تئیں محبت وشفقت کا جذبہ رکھیں!

8-دانشورانہ رویے سے کام لے کر انسان دوستی اور تحقیقی واصلاحی شعور کو فروغ دیں۔

9-سرکاری جائیداد کا تحفظ کرنے کے ساتھ تشدد سے گریز کریں۔

10-تمام اجتماعی اور انفرادی شعبوں کی بہتر کارکردگی کے لیے کوشاں رہے، تاکہ قوم متواتر ترقی وکامیابی کی منازل طے کرنے میں سرگرم عمل رہے۔(ایضا:ص65-66)

یہ کچھ بنیادی ذمے داریاں ہیں جو ملک کے ہر چھوٹے بڑے شہری کو دی گئی ہیں مگر آپ سب جانتے ہیں کہ آج اِن پر کتنا عمل ہو رہا ہے۔

یومِ جمہوریت یوم احتساب بھی ہے:

یوم جمہوریہ، ایک قومی دن ہے جسے ملک بھر میں بڑے پیمانے پر منایا جاتا ہے، اس دن کی اہمیت یہ ہے کہ حکومت ہندا یکٹ جو 1935ء سے نافذ تھا، منسوخ ہوکر باضابطہ دستورِ ہند کا نفاذ عمل میں آیا اور دستورِ ہند پر عمل آوری شروع ہوئی۔ دستور ساز اسمبلی میں دستور ہند 26 نومبر 1949ء کو پاس ہوا، اور 26 جنوری 1950ء کو نافذ یعنی لاگو ہوا۔ اس طرح دستورِ ہند کے نفاذ سے ہندوستان میں جمہوری طرزِ حکومت کا آغاز ہوا۔

جمہوریت کہتے ہیں "لوگوں کے لیے، لوگوں کے ذریعے، لوگوں کی حکومت"

یوم جمہوریت ہر سال ہندوستانیوں کو احتساب کی دعوت دیتا ہے کہ کیا ہمارے ملک میں قانون کی بالادستی ہے؟ کیا ہمارے ملک میں اوپر مذکور ہوئے بنیادی حقوق کی بحالی ہے؟ کیا ہمارے ملک میں مذہب کے نام پر بھید بھاؤ نہیں کیا جاتا ہے؟ کیا نسل کے نام پر، ذات کے نام پر امتیازی برتاؤ نہیں کیا جاتا ہے؟

یوم جمہوریت پر یہ سارے سوال ہمارے سامنے کھڑے ہوکر ہمیں دعوتِ احتساب دیتے ہیں۔ ان سوالوں کو لے کر جب ہم غور وفکر کرتے ہیں تو ہمیں نظر آتا ہے کہ کس طرح فسطائی طاقتوں کے ذریعے جمہوریت کا خون کیا

https://t.me/nabwilibrary

جارہا ہے۔کس طرح مذہب کے نام پر ایک طبقے کو ہراساں کیا جارہا ہے۔کس طرح آئین کے بنیادی حقوق کی خلاف ورزیاں کی جارہی ہیں۔کس طرح ذات کے نام پر ایک طبقے کو، ایک نظریے کو ہائی لائٹ کیا جارہا ہے۔کس طرح ہندوستانیوں کے بنیادی حقوق پرڈاکہ ڈالا جارہا ہے۔مذہب کے نام پر ووٹ بٹورے جارہے ہیں۔مذہبی مقامات کے نام پر سیاست کی جارہی ہے۔کل ملا کر اس وقت کھلے طور پر آئینِ ہند کے ساتھ اور بنیادی حقوق کے ساتھ چھیڑ چھاڑ اور کھلواڑ کیا جارہا ہے۔

ایک سیکولر جمہوری ملک میں سیکولرِزم اور جمہوریت کی بقا کے لیے سیکولر اقدار کا باقی رہنا بھی ضروری ہے؛لیکن یہاں سیکولر اقدار کی بھرپور طریقے سے پامالی کی جارہی ہے۔

جمہوریت کے بنیادی طور پر تین عناصر ہیں جنھیں جمہوریت کے تین ستون بھی کہا جاتا ہے:

1۔انتخابات،جن کے ذریعے ملکی اور صوبائی مجالسِ قانون ساز وجود میں آتی ہیں۔

2۔طرزِ حکمرانی جس سے ملکی اور صوبائی انتظام اور نظم ونسق درست ہوتا ہے۔

3۔عدلیہ یعنی کورٹ؛جو قوانین کی حفاظت اور انصاف کے تقاضے پورے کرنے کی ذمے دار ہوتی ہے۔

اس میں ایک چوتھی چیز یعنی میڈیا کو بھی جوڑا جاتا ہے۔

(1)انتخابات کا حال ہم سب پر عیاں ہے،آج انتخابات مذہب کے نام پر، مذہبی مقامات اور مذہبی ایشوز پر ہورہے ہیں۔

(2)طرزِ حکمرانی کا اور بھی بُرا حال ہے۔

آج حکمراں گنگا جمنی تہذیب اور بھائی چارے کو نگل گئے ہیں۔

ہر طرف نفرت، بدامنی، ڈر اور خوف کا ماحول بنا ہوا ہے۔

اب طرزِ حکمرانی جمہوری اُصولوں کی بجائے آمریت اور ڈکٹیر شپ کی طرف جاچکی ہے۔

جمہوریت میں عوامی اعتماد بحال کرنا حکمراں طبقے کا اہم فریضہ ہوتا ہے۔

لیکن یہاں حال یہ ہے کہ ہزاروں، لاکھوں عوام سڑکوں پر نکل کر اپنی آواز حکمرانوں تک پہنچا رہے ہیں لیکن یہ حکمراں کانوں میں روئی ٹھونس کر سب سے بے پرواہ ہوکر اپنی عیش پرستی اور آئین کے خلاف ملک میں ایجنڈا نافذ کرنے میں مست ہیں۔بل کہ اب تو طاقت کے زور پر آوازیں دبائی جارہی ہیں۔حالاں کہ جمہوریت میں "اگر کسی

https://t.me/nabwilibrary

مسئلے پر محض ایک شخص کی رائے سماج کے سارے افراد سے بالکل مختلف ہو تو بھی ان سارے افراد کو ایک شخص کو زبردستی خاموش کرنے کا حق حاصل نہیں۔ (جان اسٹوریٹ مل)

(3) عدلیہ اہم ستون ہوتا ہے لیکن اس کی زبوں حالی بھی اب محتاجِ بیان نہیں۔

(4) جدید دور میں جمہوریت کے قیام اور اس کی بقا میں ایک اہم کردار میڈیا کا بھی ہوتا ہے، لیکن اس وقت جمہوریت کے اقدار اور بنیادوں کو کمزور کرنے میں سب سے اہم کردار میڈیا ہی ادا کر رہا ہے۔

آج ہم سب ہندوستانیوں کو مل کر یومِ جمہوریت کے موقع پر اپنے آئین اور دستور کو بچانے کی پر زور تحریک چھیڑنا چاہیے اور کسی بھی طور پر دستور ہند کے ساتھ چھیڑ چھاڑ برداشت نہیں کرنا چاہیے۔

ابو عاتکہ بلال احمد نظامی

رتلام (ایم پی)

https://t.me/nabwilibrary